خطاب: ابنِ امیر شریعت سید عطاء المؤمن بخاری
ناقل: مهدی معاویہ

پاکستان کے سیاسی و معاشی عدم استحکام کا اصل سبب نظام جمہوریت ہے

اِس نظام کے اندر رہتے ہوئے ایک مسلمان کیلئے دین پر عمل کرنا انتہائی مشکل ہے۔

- جب تک اسلام کا عادلانہ نظام نافذ نہیں ہوتا ہمارا کوئی مسئلہ حل نہیں ہو گا
- مرزائی کسی بھی نوعیت کا ہو وہ ملت اسلامیہ کا حصہ نہیں۔
مرزائیت یہود و نصاریٰ کا پیدا کردہ گروہ ہے۔

> ابنِ امیر شریعت حضرت سید عطاء المؤمن بخاری مدظلہ نے ۹ اپریل ۱۹۹۳ء کو مسجد احرار ربوہ میں منعقدہ شہداءِ ختمِ نبوت کانفرنس سے جو خطاب فرمایا تھا وہ اپنے موضوع اور مواد کے اعتبار سے نہایت فکر انگیز ہے۔ اس میں نظام ریاست اور سیاسی و سماجی خرابیوں کے اصل اسباب پر غور و فکر کی دعوت دی گئی ہے اسی افادیت کے پیشِ نظر اس خطاب ہدیۂ قارئین کیا جا رہا ہے (ادارہ)

الحمدلله نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور انفسنا و من سيّات اعمالنامن يهده الله فلامضل له ونشهدان سيد نا محمداً عبده ورسوله صلى الله عليه وعلى آله واصحابه وازواجه اجمعين امابعد! اعوذبالله من الشطين الرحيم بسم الله الرحمن الرحيم

ياايهاالذين آمنوا استعينوا بالصبرو الصلوة ان الله مع الضبرين ؤالا تقولوا لمن يقتل فى سبيل االله اموات ، بل احياء الكن لاتشعرون صدق الله العظيم

صدر گرامی قدر، سرخ پوش احرار ساتھیو!

شہداء ختم نبوت کے عنوان پر برس ہا برس سے دین کے بنیادی و اساسی مسئلہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے قربانی دینے والوں کی یاد کو زندہ رکھنے اور ان کے مقصد کو نسل در نسل آگے منتقل کرنے کے لئے مجلس احرار اسلام نے محض اللہ کے فضل و کرم سے یہ ذمہ داری قبول کی ہوئی ہے دعا کیجئے کہ اللہ پاک ہم سب کو اخلاص عطاء فرمائیں اور محض لِرَبی رضا کے لئے دین کی سر بلندی اور غلبہ کے لئے اور دین کی قوت و اقتدار کو قائم و دائم کرنے کے لئے توفیق عطاء فرمائے اور یہ سلسلہ اسوقت تک قائم رہے جب تک اللہ کو منظور ہے۔ (آمین)

۱۹۵۳ء میں مجلس احرار اسلام کی دعوت پر اسوقت کے پورے پاکستان کے تمام جید علماء اور دین کا نام لینے والی تمام جماعتوں اور تنظیموں کے تعاون اور اتحاد سے یہ تحریک مقدس تحفظ ختم نبوت چلائی گئی۔ اس تحریک کے ذریعے کوئی سیاسی مفاد حاصل کرنا تھا نہ سیاسی اقتدار اور نہ آج یہ ہمارا مطمح نظر ہے۔ بلکہ شہداء کی قربانی نے ایک مسئلہ بالکل واضح طور پر دین سے بیگانہ لوگوں پر واضح کر دیا کہ مسلمان اس وقت تک دین کے نفاذ کی جدوجہد میں کامیابی حاصل نہیں کرسکتا جب تک اپنے جان ومال کی تمام قوتوں کو دین پر قربان کرنے کے لئے آمادہ و تیار نہیں ہوگا۔

میں اس جماعت کا ایک ادنیٰ کارکن اور آپ سب کے ایک بھائی اور دینی خادم کی حیثیت سے کچھ باتیں دوستوں کی کہی ہوئی باتوں کی روشنی میں جماعت کی پالیسی اور اس کے موقف کے بارہ میں آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں تاکہ ہم سب کو ملک میں پیش آنے والے حالات کے اسباب معلوم ہوسکیں اور پاکستان میں اسلام کے نفاذ میں جو مشکلات پیش آرہی ہیں اسکی وجوہات سے آگاہ ہوسکیں۔

مرزائیت کے مسئلہ کو سمجھنے کے لئے یوں تو دو لفظوں میں بات کہہ کر ختم کی جاسکتی ہے کہ مرزائی کسی بھی نوعیت کا ہو وہ ملت اسلامیہ کا حصہ نہیں اور دائرہ اسلام سے خارج ہے یہ یہود و نصاریٰ کا پیدا کردہ گروہ ہے۔

لیکن سوال یہ ہے کہ اتنی واضح، کھلی اور دو ٹوک بات کہنے کے باوجود آج تک یہ مسئلہ حل کیوں نہیں ہوا؟ اس کی وجہ کیا ہے؟

جب تک کسی چیز کے ہونے یا نہ ہونے کے اسباب معلوم نہیں ہوں گے تب تک اس کا حل سامنے نہیں آئیگا۔

اسکے حل نہ ہونے کی بنیادی وجہ وہ نظام ہے جسکو انگریز اپنے وجود کیساتھ یہاں لیکر آیا۔ وہ نظام ہر پہلو سے مسلمان کیلئے اللہ اور اس کے رسول کے احکامات و فرامین کے مطابق زندگی گذارنے کے راستہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ وہ نظام جس کو انگریز نے اس سرزمین پر ہی نہیں پوری دنیا پر پھیلایا آپ غور فرمائیے اور پورے عالمی حالات کو دیکھئے کہ اس نظام کو قبول کرلینے کے بعد بالخصوص پوری دنیا کا مسلمان اور بالعموم تمام انسان کس قدر خوفناک صورت حال سے دوچار ہیں، کفر و شرک کی تمام تر صورتیں اس نظام کی وجہ سے نہ صرف یہ کہ طاقتور اور توانا ہوتی ہیں بلکہ انہوں نے پورے کرۂ ارضی کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے جہاں پر کلمہ پڑھ کر زندگی گذارنے والے مسلمان کے لئے دشواریاں، مصائب و آلام نہ پیدا کردیئے گئے ہوں ایک مسلمان اسوقت تک صحیح اور سچا مسلمان نہیں ہوسکتا جب تک وہ اللہ اور اس کے رسول کے حکموں کے مطابق زندگی نہ گذارے، وہ اللہ کا ایک اطاعت گذار بندہ اسوقت تک نہیں بن سکتا جب تک اس کے احکامات کو عملی زندگی میں اختیار نہ کرے۔ یہ اسوقت تک ممکن نہیں جب تک مسلمان اپنے تمام اعمال اللہ کی رضا کے لئے کرنے کو تیار نہ ہو لیکن جس نظام کے تحت ہمیں زندگی گذارنے پر مجبور کردیا گیا ہے، طوعاً و کرھاً ہم نے اس کو قبول کیا ہوا ہے اس کے نتائج دیکھ لیجئے کہ ہم سب پنتالیس برس کا سفر طے کرکے یہاں پہنچے ہیں۔

اسلام کے نفاذ کے لئے حکمرانوں، سیاستدانوں اور قومی رہبری کے دعویداروں نے اسلام کے نفاذ کے مسئلہ

میں------ کس کس طریقے سے انہوں نے دھوکہ اور فریب دیکر انہوں نے نہ صرف اس مسئلہ کو ٹالا بلکہ آج کی نئی نسل کو اسلام کے خلاف کردیا۔ آج نئی نسل کا مسلمان نوجوان وہ تمام اعتراضات، وہی سوالات جو یہود و نصاریٰ کرتے تھے وہی سوالات و اعتراضات مسلمانوں کی اولاد اسلام پر کرنے لگی۔

وہ پردے کا مسئلہ ہو وہ قصاص و دیت کا معاملہ ہو، ہماری معاشیات، اخلاقیات اور تہذیب و تمدن کا مسئلہ ہو کوئی بھی مسئلہ ہو اپنے آپ کو مسلمان کہلانے والے حکمرانوں، دانش وروں اور سیاستدانوں نے کیا طرز عمل اختیار کیا ہوا ہے۔

ان کی زبان سے کیا الفاظ نکل رہے ہیں وہ سود کو مسلمان کی جدید زندگی کیلئے لازم قرار دیتے ہیں، وہ اسلام کے متعلق یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ اسلام کے پاس کوئی سیاسی اور معاشی نظام نہیں ہے اس سارے تناظر میں ہمیں اس بات پر یقین کرلینا چاہیئے کہ جب تک اس سرزمین سے کفار کے وضع کردہ نظام ریاست و سیاست کا تختہ نہیں الٹ جاتا۔ اس نظام کو اس سرزمین سے باہر نہیں نکالا جاتا اس وقت تک مسلمان اسلام کے مطابق زندگی گذارنے میں کبھی معاون و سازگار ماحول حاصل نہیں کرسکتا۔ یہ نظام اللہ کے منکروں کا بنایا ہوا نظام ہے انسانوں کا وضع کردہ نظام ہے۔ اس کو جدید تعلیم یافتہ لوگ "مین میڈلاز" (MANMADE LAWS) کہتے ہیں، یعنی انسانوں کے وضع کردہ قوانین۔ پھر وہ قوانین وضع کرنے والے کون لوگ ہیں؟ کس طریقے سے اقتدار پر پہنچتے ہیں؟ ان کی مختلف جماعتیں ہیں وہ جماعتیں اپنے خاص مفادات کے تحت وجود میں آتی ہیں، اس ملک کے اندر آئین سازی کرتے وقت سب سے پہلے وہ اپنی جماعت کے مفادات کو پوری قوم اور ملک سے عزیز سمجھتے ہیں پھر اس ملک کا جو آئین بنایا جاتا ہے وہ انسانیت کی بنیاد پر نہیں ہے۔ اس کے تجارتی، طبقاتی، جغرافیائی اور نسلی مفادات کے تحت آئین سازی کی جاتی ہے۔

دوسری طرف اسلام جو انسان کے خالق و مالک اللہ جل جلالہ کا بنایا ہوا ہے جس کی علم و دانش کے مقابلے میں کائنات کے کسی کی بھی علم و دانش پر اعتبار نہیں کیا جاسکتا جس کی ذات کے مقابلے میں کوئی ذات بنی نوع انسان کے لئے وہ ہمدردی اور محبت نہیں رکھ سکتی جو اللہ کی ذات کو اپنی مخلوق کیساتھ ہے۔

اللہ نے مخلوق کو پیدا فرما کر اس دنیا میں بھیجا اور پھر اس دنیا کے اندر رہنے سہنے کی تمام ضروریات اور تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے اللہ نے اسکو ایک نظام اور طرز زندگی دیا، وہ تمام طبقات اللہ نے پیدا کئے ہیں وہ عقلی طبقات ہوں یا ہمہ قسم کی سوچ کے طبقات ان کے درجات ان کی حفاظت تاکہ ان کے حقوق پامال نہ ہوسکیں۔

پھر یہ سب کچھ اللہ نے تمام انسانوں کی عقلوں پر نہیں چھوڑدیا بلکہ انبیاء و رسل کو مبعوث فرما کر اس زندگی کو اپنانے اور اس نظام کو قائم کرنے کے لئے آسانیاں پیدا فرمادیں کہ اللہ کے دین پر چل کر زندگی کیسے گذارنی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کو اس مقصد کے لئے مبعوث فرمادیا گیا کہ عبادات کیسے ادا کرنی ہیں؟ ان کے فرائض کیا ہیں؟ ان کا انداز کیا ہے؟ ان کی ضروریات کیا ہیں؟ اس کی جزئیات کیا ہیں؟ تمام چیزوں کی وضاحت اور عملی و صورتی تشکیل متعین کردی ہیں کہ انسان کی زندگی کے وہ تمام گوشے بحیثیت باپ کے، خاوند کے، ماں کے، اور بحیثیت ریاست کے ایک شہری کے اس کے حقوق کیا ہیں؟ انکو کیسے پورا کرنا ہے، تاکہ کہیں بھی کوئی مال و دولت اور جسمانی طور پر طاقتور کسی دوسرے کے حق کو غصب نہ کرسکے۔ یہ نظام اللہ نے دیا۔ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے اسکو قائم کردیا۔ اللہ کے اطاعت شعار بندوں کی ریاست قائم کی۔ انہوں نے اللہ کو مانا اور اللہ کو ماننے کا مطلب آنے والی تمام اولاد انسانی پر واضح کردیا کہ اللہ کو ماننے کا مقصد صرف یہ نہیں ہے کہ اب تم اپنی زندگی کے معاملات میں آزاد اور خود مختار ہو، اسکو مانتے بھی رہو اور اپنی عقل و دانش سے اپنی زندگی کے معاملات کو خود ہی حل کرنے بیٹھ جاؤ۔ قطعاً نہیں۔ اگر ایسا ہو اور ایسا سمجھا جائے تو اس کا معنی یہ ہوگا کہ وہ انسان جو اپنی زندگی کے تمام امور سرانجام دینے میں آزاد و خود مختار چھوڑ دیا گیا ہے اللہ سے زیادہ طاقتور ہے۔ وہ اللہ کے علم سے زیادہ علم رکھنے والا ہے۔ وہ اس کائنات کے بارہ میں (نعوذباللہ) اللہ سے زیادہ جاننے والا ہے۔ وہ اس کائنات میں اپنے لئے جو منافع موجود ہیں ان پر اللہ کے بتائے ہوئے طریقوں سے زیادہ بہتر طور پر جانتا ہے۔ یہ سوچ، یہ انداز فکر کافرانہ ہے۔ جو اللہ کے احکامات کے مطابق زندگی گذارنے سے انکار کرتے ہیں۔ جو پیغمبروں کی رہبری، ان کی قیادت و سیادت کو قبول نہیں کرتے۔ جو وحی والہام کے بغیر زندگی گذارنے کو بہتر سمجھتے ہیں،

یہ نظام سیاست و ریاست، یہ نظام معاش و معاد تمام کفار کا مدون و مرتب کردہ ہے۔ اس نظام کے ذریعے دنیا کے کسی کونے میں نہ آج تک کوئی ایسا واقعہ پیش آیا ہے نہ آئندہ اس کے امکانات ہیں کہ وہ اسلام جو قرآن کی صورت میں ہمارے پاس موجود ہے جس کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیئس برس کی محنت سے مکہ اور مدینہ میں ہمارے لئے آئیڈیل ریاست قائم کی وہ کافرانہ نظام کے ذریعے قائم ہوجائے۔ ہماری یہ سوچ کہ ہم موجودہ نظام سیاست و ریاست کے تحت اس کے دیئے ہوئے راستوں پر چل کر اس ملک میں اسلام لے آئیں گے یا یہ نظام اسلام لانے کے لئے ممد اور معاون ثابت ہوسکتا ہے محض خام خیالی اور جہالت ہے۔ یہ ایک تاریخی اور واقعاتی حقیقت ہے اور پنتالیس برس گذرنے کے بعد اب نتائج آپ کے سامنے ہیں۔ کہاں ہے اسلام؟ دنیا کے کس گوشے میں موجود ہے؟ مصر، الجزائر، لبنان، سعودی عرب اور پاکستان میں اسلام موجود ہے؟ وہ مسلمان تو ہیں۔ ہم انہیں کافر نہیں کہہ سکتے مگر وہ مسلمان کس کا طرز زندگی قبول کئے ہوئے ہیں۔ کس نظام معیشت کے تحت زندگی گذار رہے ہیں۔ پوری دنیا کا مسلمان معاشی طور پر سودی نظام کے تحت زندگی گذار رہا ہے اور اسلام میں سودی کاروبار قطعاً حرام ہے۔ اللہ نے واضح فرمادیا۔

واحل الله البيع وحرم الربوا

اللہ نے بیع کو حلال کردیا ہے اور سود کو حرام! کسی بھی صورت اس میں تبدیلی کو قبول نہیں کیا جاسکتا۔
موجودہ حکمران اور سیاستدان اور کچھ بھولے بھالے مسلمان بھی اس مغالطہ آمیز اور پرفریب گفتگو کا شکار ہو کر یہ کہنے پر مجبور ہوجاتے ہیں کہ جناب واقعی اسلام کے پاس معاشی اور سیاسی نظام نہیں ہے۔

العياذاً بالله

یہ دو حالتوں میں سے ایک حالت ہے یا جہالت ہے یا مکاری ہے، تیسری بات نہیں ہے۔ جب انسان کی زندگی کا ایک اہم شعبہ معاشیات سے تعلق رکھتا ہے تو اس بات کو کیسے مان لیا جائے کہ دین اس میں ہماری رہبری نہیں کرتا؟ پھر دین کی آفاقیت و اکملیت کیا ہوئی؟ انسان معاش کے بغیر ایک قدم نہیں اٹھاسکتا اور یہ ممکن نہیں کہ اللہ کے سامنے آج کے حالات نہ تھے؟ معاذاللہ، اللہ یہ دیکھنے سے محتاج تھا کہ آج کے حالات میں تبدیلی ہو کر اسلام قابل عمل نہیں رہے گا۔ باقی آئندہ